دارالعلوم دیوبند کا ترجمان

ماہنامہ



شمارہ: ۸	شعبان-رمضان ۱۴۳۱ھ مطابق اگست ۲۰۱۰ء	جلد: ۹۴

مدیر	نگراں
حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند	حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند- ۲۴۷۵۵۴ یوپی

ہندوستان سے فی شمارہ -/۱۵ روپے، سالانہ -/۱۵۰ روپے

سعودی عرب، افریقہ، برطانیہ، امریکہ، کناڈا وغیرہ سے سالانہ -/۱۰۰۰ روپے

بنگلہ دیش سے سالانہ -/۵۰۰ روپے، پاکستان سے ہندوستانی رقم -/۵۰۰ روپے

Tel. : 01336-222429 Fax : 01336-222768
Mob. : 09411649303 *(Manager)*
Web : http://www.darululoom-deoband.com
www.darululoom-deoband.com/urdu/magazine
E-mail: info@darululoom-deoband.com

R. N. I. No. 2133/57

DARUL ULOOM Monthly (Urdu) Printed, Published by Maulana Marghubur Rahman, Owned by Darul Uloom Grush. Published From Deoband, Saharanpur, U.P.
Printed at Darul Uloom Printing Press Deoband, Saharanpur
Editor : Maulana Habibur Rahman Azmi

فہرست مضامین

ختم خریداری کی اطلاع

- ○ یہاں پر اگر سرخ نشان ہے تو اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہوگئی ہے۔
- ہندوستانی خریدار منی آرڈر سے اپنا چندہ دفتر کو روانہ کریں۔
- چونکہ رجسٹری فیس میں اضافہ ہوگیا ہے۔اس لیے وی پی میں صرفہ زائد ہوگا۔
- پاکستانی حضرات جناب مولانا شیر محمد صاحب ناظم جامعہ مدنیہ، کریم پارک، راوی روڈ، لاہور کو اپنا چندہ روانہ کریں۔
- ہندوستان و پاکستان کے تمام خریداروں کو خریداری نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

حجیت حدیث وسنت

از: حبیب الرحمٰن اعظمی

کتاب وسنت یعنی قرآن وحدیث ہمارے دین ومذہب کی اولین اساس وبنیاد ہیں، پھر ان میں کتاب الٰہی اصل اصول ہے اوراحادیث رسول اس کی تبیان وتفسیر ہیں۔ خدائے علیم وخبیر کا ارشاد ہے ”وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ“ (الآیة) اورہم نے اتارا آپ کی طرف قرآن؛ تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اسے خوب واضح کردیں۔

فرمان الٰہی سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مقصد عظیم قرآن محکم کے معانی ومراد کا بیان اور وضاحت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرض کو اپنے قول وفعل وغیرہ سے کس طور پر پورا فرمایا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے ایک مختصر مگر انتہائی بلیغ جملہ میں یوں بیان کیا ہے ”کان خلقه القرآن“ یعنی آپ کی برگزیدہ ہستی مجسم قرآن تھی، لہٰذا اگر قرآن حجت ہے (اور بلا ریب وشک حجت ہے) تو پھر اس میں بھی کوئی تردد وشبہ نہیں ہے کہ اس کا بیان بھی حجت ہوگا، آپ نے جو بھی کہا ہے، جو بھی کیا ہے، وہ حق ہے، دین ہے، ہدایت ہے، اور نیکی ہی نیکی ہے، اس لئے آپ کی زندگی جو مکمل تفسیر کلام ربانی ہے آنکھ بند کرکے قابل اتباع ہے ”لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“ خدا کا رسول تمہارے لئے بہترین نمونہٴ عمل ہے، علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے علی وعزیز کی بارگاہ بے نہایت سے رفعت وبلندی کا وہ مقام بلند نصیب ہے کہ ساری رفعتیں اس کے آگے سرنگوں ہیں حتی کہ آپ کے چشم وابرو کے اشارے پر بغیر کسی تردد وتوقف کے اپنی مرضی سے دستبردار ہوجانا معیار ایمان واسلام ٹھہرایا گیا ہے۔ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اذا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُه اَمْرًا ان یکون لهم الخِیَرَة من امرهم کسی مومن مرد وعورت کو گنجائش نہیں ہے جب اللہ اوراس کا رسول کوئی حکم دے تو پھر ان کے لئے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔ ربّ علیم وعزیز کی ان واضح ہدایات کے بعد بھی کیا کسی کو یہ حق پہنچ سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال میں اپنی جانب سے تقسیم وتفریق کرے کہ یہ ہمارے لئے حجت ہے، اور یہ حجت نہیں ہے۔

نیز رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

الا انی اُوتیت الکتاب ومثله معهٗ الا یوشِكُ رجلٌ شَبعَانُ علی اریکته یقول: علیکم بهذا القرآن، فما وجدتم فیه من حلال فاحلّوہ، وما وجدتم فیه من حرام فحرّموہ، الا لا یحلّ لکم الحمار الاهلی، ولا ذی ناب من السبع، ولا کل ذی مِخلب من الطیر" الحدیث (رواہ ابوداؤد في السنن في کتاب السنة والاطعمة)(۱)

بغور سنو! مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن دیا گیا ہے، اور قرآن کے ساتھ قرآن ہی جیسی (یعنی حدیث وسنت بھی) دی گئی ہے، خبردار رہو! قریب ہے کہ کوئی آسودہ حال شخص اپنی آراستہ سیج پر بیٹھا کہے گا، اسی قرآن کو لازم پکڑو پس جو چیز اس میں از قبیل حلال پاؤ اسے حلال جانو، اور جو اس میں از قبیل حرام پاؤ اسے حرام جانو، خبردار تمہارے لئے گھریلو گدھا حلال نہیں ہے اور نہ ہی شکاری درندہ اور نہ ہی شکاری پرندہ حلال ہے (حالانکہ صراحت سے ان جانوروں کے حرام ہونے کا ذکر قرآن میں نہیں ہے)

اس حدیث سے درج ذیل امور معلوم ہوئے:

(الف) قرآن ہی کی طرح احادیث بھی منجانب اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہیں، (ب) قرآن کی طرح احادیث بھی احکام میں حجت ہیں، (ج) اور قرآن ہی کی طرح ان کی اتباع اور ان پر عمل لازم ہے۔

قرآن وحدیث کی ان تصریحات کے مطابق حضرات صحابہ، تابعین، محدثین، فقہائے مجتہدین اور تمام علماء اہل سنت والجماعت حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت اور اس کی تشریعی حیثیت پر بصیرت کے ساتھ یقین رکھتے ہیں، اہل اسلام کے کسی گروہ، یا فرد نے جب کبھی بھی حدیث پاک کی اس شرعی حیثیت پر ردوقدح کی ہے تو اسے یکسر مسترد کردیا گیا ہے۔

غرضیکہ علماء حق کا یہی جادۂ متوارثہ ہے۔ اپنے تمام اساتذہ کو بھی اسی موقف پر پایا، اور اب تک اس موضوع پر جن کتابوں کے مطالعہ کی توفیق ملی وہ تقریباً ایک درجن سے زائد ہیں ان میں صرف فرقہ قرآنیہ کے بعض مصنّفین کی دو ایک کتابوں کے علاوہ سب میں قابل قبول قوی دلائل

(۱) یہ حدیث بہت سی کتب حدیث میں بایں الفاظ مروی ہے:

عن المقدام بن معدی کرب الکندی، اَنّ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حرّم اشیاء یوم خیبر: الحمارَ وغیرہ ثم قال: یوشك الرجل متکئاً علی اریکته یُحدَّث بحدیثی فیقول بیننا وبینکم کتاب اللہ ما وجدنا فیه من حلال استحللناہ وما وجدنا فیه من حرام حرمناہ، الا وان ما حرّم رسول اللہ فهو مثل ما حرّم اللہ (سنن الدارمی باب السنة قاضية علی کتاب اللہ ج:۱، ص:۱۵۲)

کے ساتھ حجیت حدیث کے مذہب منصور کا اثبات اورتائید وتوثیق کی گئی ہے۔ بایں ہمہ ایک ہم عصر مشہور فاضل نے جو اپنی وسیع علمی خدمات کی بناء پر اوساط علمیہ میں اعتبار واستحسان کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اپنی ایک تحریر میں اس بارے میں میرے علم کے مطابق سب سے الگ ایک جدید نقطۂ نظر پیش کیا ہے جو انھیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ ''حدیث اور سنت میں فرق (ہے) اور حجت سنت ہے حدیث نہیں'' زیر نظر تحریر میں اسی نقطۂ نظر کا اپنے علم وفہم کے مطابق جائزہ لیا گیا ہے۔ واللّٰہ ھو الملھم الصواب والسداد، وعلیه التکلان والاعتماد.

(الف) سنت کا لغوی معنی

۱- امام لغت مطرزی متوفی ۶۱۰ھ ''لفظ سنن'' کے تحت لکھتے ہیں:

"السنة" الطریقه ومنها الحدیث في مجوس هَجَر "سنّوا بهم سنّة اهل الکتاب" ای اسلکوا بهم طریقهم یعنی عاملوهم معاملة هٰؤلاء في اعطاء الامان باخذ الجزیة منهم. (المغرب، ج:۱،ص:۴۱۷)

''سنت'' طریقہ کے معنی میں ہے اسی معنی میں مجوسِ ہجر کے بارے میں حدیث ہے "سنّوا بهم سنة اهل الکتاب" ان مجوسیوں کے ساتھ اہل کتاب جیسا طریقہ اختیار کرو یعنی جزیہ لے کر امن دینے کا جو معاملہ اہل کتاب کے ساتھ کرتے ہو یہی معاملہ ان مجوسیوں کے ساتھ کرو۔

۲- امام محی الدین ابوزکریا نووی متوفی ۶۷۶ھ لفظ ''السنۃ'' کے تحت رقمطراز ہیں:

"سنة النبي صلی اللّٰه علیه وسلم أصلها الطریقه، وتطلق سنته صلی اللّٰه علیه علی الأحادیث المرویة عنه صلی اللّٰه علیه وسلم، وتطلق السنة علی المندوب، قال جماعة من أصحابنا في أصول الفقه: السنة، والمندوب، والتطوع، والنفل، والمرغب، والمستحب کلها بمعنی واحد وهو ما کان فعله راجحاً علی ترکه ولا إثم علی ترکه" (تهذیب الاسماء واللغات، ج:۳،ص:۱۵۶)

سنت کا اصل معنی طریقہ ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ اصطلاحاً رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث پر بولا جاتا ہے نیز سنت کا اطلاق امر مستحب پر بھی ہوتا ہے ہمارے شوافع فقہائے اصول کی ایک جماعت کا قول ہے کہ سنت، مندوب، تطوع، نفل، مرغّب، اور مستحب یہ سب الفاظ ایک معنی میں ہیں یعنی وہ فعل جس کا کرنا نہ کرنے پر راجح ہے اور اسے چھوڑ دینے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۳- ماہر لغت ابن المنظور متوفی ۷۱۱ھ اپنی گرانقدر تصنیف ''لسان العرب'' میں لکھتے ہیں:

وقد تكرر في الحديث ذكر السنة وما تصرّف منها، والأصل فيه الطريقة، والسيرة، واذا اطلقت في الشرع فإنما يراد بها ما أمر به النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ونهى عنه وندب إليه قولاً وفعلاً مما لم ينطق به الكتاب العزيز ولهذا يقال في أدلة الشرع الكتاب والسنة أي القرآن والحديث (فصل السين حرف النون، ج:۱۷،ص:۸۹)

سنت اور اس کے مشتقات کا ذکر حدیث میں بار بار آیا ہے، اس کا اصل معنی طریقہ اور چال چلن کے ہے، اور شرع میں جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ کام لیا جاتا ہے جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، یا جس سے منع کیا، یا جس کی اپنے قول وفعل کے ذریعہ دعوت دی جن کے بارے میں کتاب عزیز نے (صراحت) سے کچھ نہیں کہا ہے، اسی بناء پر دلائل شرعیہ (کے بیان) میں کہا جاتا ہے ''الكتاب والسنة'' یعنی ''قرآن وحدیث''۔

علامہ ابن المنظور کے کلام میں ''ما أمر به النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ونهى عنه'' عام ہے جس میں امر وجوبی، وغیر وجوبی اور نہی تحریمی وغیر تحریمی سب داخل ہوں گی۔

۴- المعجم الوسیط مادہ سنن میں ہے:

السَّنَن' الطريقة والمثال يقال بنوا بيوتهم على سنن واحد... والسنة الطريقة والسيرة حميدة كانت او ذميمة، وسنة اللّٰه حكمه في خليقته، وسنة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ما ينسب إليه من قول او فعل او تقرير، ''وفي الشرع'' العمل المحمود في الدين مما ليس فرضاً ولا واجباً'' (ص:۴۵۶)

سنن طریقہ اور مثال کے معنی میں ہے اسی معنی میں بولا جاتا ہے ''بنوا بيوتهم على سنن واحد'' یعنی اپنے گھروں کو ایک طریقہ اور ایک نمونہ پر بنایا... اور سنت بمعنی طریقہ اور طرز زندگی ہے یہ طریقہ خواہ محمود ہو یا مذموم، اور ''سنت اللہ'' کا معنی اللہ کا اپنی مخلوق کے متعلق فیصلہ کے ہیں، اور سنت رسول سے مراد وہ قول وفعل اور تقریر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں، اور فقہ میں یہ لفظ دین میں اس پسندیدہ عمل پر بولا جاتا ہے جو فرض واجب نہیں ہیں۔

(ب) حدیث کا لغوی معنی

۱- لسان العرب میں ہے:

الحديث نقيض القديم... والحديث كون الشيء لم يكن، ... والحديث

الجديد من الاشياء، والحديث الخبر يأتي على القليل والكثير والجمع أحاديث (ج:۲،ص:۴۳۶ و۴۳۸ فصل الحا، حرف الثار)

حدیث قدیم کا نقیض (یعنی مقابل مخالف) ہے، حدیث شئ کا ہوجانا جو پہلے نہیں تھی، بمعنی جدید اور نئی، بمعنی خبر خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر، اور جمع احادیث ہے۔

۲-ابن سیدہ متوفی ۴۵۸ھ المخصص میں لکھتے ہیں:

الحديث الخبر، وقال سيبويه: والجمع أحاديث. (ج:۳،ص:۳۲۳)

حدیث کے معنی خبر کے ہیں اور سیبویہ نے کہا ہے کہ اس کی جمع احادیث ہے۔

۳-علامہ قاضی محمد اعلیٰ تھانوی متوفی ۱۱۹۱ھ کشاف اصطلاحات الفنون میں لکھتے ہیں:

الحديث لغة ضد القديم ويستعمل في قليل الكلام و كثيره (۲۷۹)

حدیث قدیم کا ضد ہے، اور کلام قلیل و کثیر میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۴-علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۳ھ لکھتے ہیں:

كل كلام يبلغ الإنسانَ من جهة السمع او الوحي في يقظته أو منامه يقال له حديث. قال عزّ وجلّ: ”وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حديثًا (التحریم:۳،مفردات الفاظ القرآن،ص:۱۲۴)

ہر وہ کلام جو انسان تک پہنچتا ہے کان کی جانب سے یا وحی کی جانب سے بیداری یا خواب کی حالت میں اسے حدیث کہا جاتا ہے۔ اللہ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے: واذ اَسرّ النبیّ“ الآية اور جب کہ کہی نبی نے اپنی بعض بیوی سے ایک بات۔

علمائے لغت کی مندرجہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ”حدیث“ از روئے لغت، جدید، غیر موجود کا وجود میں آجانا، خبر اور کلام یعنی بات کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

سنت وحدیث کی اس لغوی معنوی تحقیق کے بعد ان ہر دو کی اصطلاحی تعریف ملاحظہ کیجئے، جس کے تحت علمائے حدیث، علمائے اصول فقہ، اور فقہ حنفی کی الگ الگ تعریفات نقل کی جارہی ہیں؛ تاکہ مسئلہ زیر بحث میں ہر جماعت وطبقہ کی اصطلاحات سامنے رہیں اور خلط مبحث سے بچا جاسکے۔ سب سے پہلے حدیث کی تعریف محدثین کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

حدیث محدثین کی اصطلاح میں

شیخ ابوالفیض محمد بن محمد فارسی حنفی المعروف بہ فصیح ہروی متوفی ۸۳۷ھ اپنی مفید تصنیف

جواہرالاصول میں حدیث کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

۱- ”الحديث، وهو في اللغة ضد القديم، ويستعمل في قليل الكلام و كثيره، وفي اصطلاحهم: قول رسول الله صلى الله عليه وسلم وحكاية فعله وتقريره والسنة ترادفه عندهم“ (ص:۱۰)

لغت میں حدیث قدیم کا ضد ہے، اور تھوڑی وزیادہ بات پر بھی حدیث کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، اور محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور آپ ﷺ کے فعل وتقریر کی حکایت وبیان حدیث ہے، ان حضرات کے نزدیک سنت، حدیث کے مرادف ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ صحیح بخاری کے باب الحرص علی الحدیث کے تحت لکھتے ہیں:

۲ - ”المراد بالحديث في عرف الشرع ما يضاف إلى النبي صلى الله عليه وسلم و كأنّه أريد به مقابلة القرآن لأنه قديم“ (فتح الباری،ج:۱،ص:۲۵۷)

حدیث سے مراد شرعی ودینی عرف واصطلاح میں وہ امور ہیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں، ”ما يضاف إلى النبیؐ“ میں حافظ عسقلانیؒ نے جس عموم کی جانب اشارہ کیا تھا، ان کے تلمیذ رشید حافظ سخاوی نے اپنی ذکر کردہ تعریف میں اسی کی تشریح وتوضیح کی ہے۔ ”واللہ اعلم“

۳- حافظ سخاوی متوفی ۹۰۲ھ ”حدیث“ کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں:

”الحديث“ لغة ضد القديم، واصطلاحاً: ما أضيف إلى النبي صلى الله عليه وسلم قولاً له أو فعلاً، أو تقريرًا أو صفةً حتى الحركات والسكنات في اليقظة والمنام، فهو أعمّ من السنة... و كثيراً ما يقع في كلام أهل الحديث - ومنهم الناظم - ما يدل لترادفهما“ (فتح المغیث، ج:۱،ص:۹)

حدیث لغت میں حادث ونوپید کے معنی میں ہے اور اصطلاح محدثین میں حدیث وہ سب چیزیں ہیں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب منسوب ہیں (یعنی) آپ ﷺ کا قول، یا فعل، یا آپ کا کسی امر کو ثابت اور برقرار رکھنا، یا آپ کی صفات؛ حتی کہ بیداری اور نیند میں آپ کی حرکت وسکون (یہ سب حدیث ہیں لہٰذا اس تعریف کی رو سے یہ سنت سے عام ہے، (جبکہ) علمائے حدیث (جن میں ناظم یعنی الفیۃ الحدیث کے مصنف حافظ عراقی متوفی ۸۰۶ھ بھی ہیں) کا کلام کثرت سے یوں واقع ہوا ہے، جو حدیث وسنت کے ترادف اور ایک ہونے کو بتا رہا ہے۔

نادرۂ روزگار علامہ عبدالحئیؒ فرنگی محلیؒ متوفی ۱۳۰۴ھ حدیث کی تعریف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۴ – واختلف عباراتهم في تفسير الحديث، فقال بعضهم: ما أضيف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قولاً أو فعلاً أو تقريرًا، أو إلى الصحابي، أو إلى التابعي، وحينئذ فهو مرادف السنة، وكثيرا ما يقع في كلام الحفاظ ما يدل على الترادف. وزاد بعضهم أو صفة، وقيل رُوياء أيضاً بل الحركات والسكنات النبوية في المنام واليقظة أيضاً، وعلى هذا فهو أعم من السنة (ظفرالامانی مع تعلیق علامہ شیخ ابوغدہ، ص:۲۴)

حدیث کی تفسیر وتعریف میں حضرات محدثین کی عبارتیں مختلف ہیں، بعض محدثین یوں تعریف کرتے ہیں وہ قول یا فعل یا تقریر جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں یا صحابی یا تابعی کی طرف ان کی نسبت ہے (وہ حدیث ہے) اس تعریف کی رو سے حدیث، سنت کے مرادف ہوگی اور حفاظ حدیث کے بکثرت کلام وتصرفات دونوں کے مرادف ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

اور بعض محدثین نے حدیث کی تعریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات، اور خوابوں کا بھی؛ بلکہ بحالت نوم یا بیداری آپ کے حرکات وسکنات کا اضافہ کیا ہے؛ لہٰذا ان کی تعریف کے لحاظ سے حدیث میں سنت کے اعتبار سے وسعت وعمومیت ہوگی۔

سنت محدثین کی اصطلاح میں

حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

۱ – والمراد "بالكتاب" القرآن المتعبد بتلاوته، و"بالسنة" ما جاء عن النبي ﷺ من أقواله وأفعاله وتقريره وما هَمَّ بفعله، والسنة في أهل اللغة الطريقة وفي اصطلاح الأصوليين والمحدثين ما تقدم. (کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج:۱۳، ص:۳۰۶)

''الکتاب'' سے مراد قرآن ہے جس کی تلاوت کو عبادت گذاری ٹھہرایا گیا ہے، اور ''السنۃ'' سے مراد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال، افعال، تقریر اور وہ چیزیں ہیں جن کے کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد وارادہ فرمایا، اور سنت اصل لغت میں طریقہ کے معنی میں ہے اور علمائے اصول اور علمائے حدیث کی اصطلاح میں یہی ہے جس کا اوپر بیان ہوا۔

حافظ عسقلانیؒ کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرات محدثین اور اصولیین سنت کے

اصطلاحی معنی میں متفق ہیں۔

۲- علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے بھی بعینہٖ انہی الفاظ میں سنت کی تعریف ذکر کی ہے (دیکھئے عمدة القاری، ج:۲۵، ص:۲۳ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة کی ابتدائی سطور)

۳- حافظ السخاوی متوفی ۹۰۲ھ نے اپنی نہایت مفید ومحققانہ تصنیف "فتح المغيث بشرح ألفية الحديث للعراقي" میں سنت کی تعریف یہ کی ہے "السنن المضافة للنبي صلى الله عليه وسلم قولاً له أو فعلاً أو تقريرًا، وكذا وصفًا وأيامًا" (ج:۱،ص:۱۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب قول، فعل، تقریر، نیز آپ کی صفات وایام سنت ہیں۔ حافظ سخاویؒ جنھوں نے سنت کی تعریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ سے متعلق تاریخ وواقعات کو بھی شامل کیا ہے، الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ انھوں نے یہی تعریف حدیث کی بھی کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث وسنت ان کے نزدیک ایک ہی ہیں۔

حدیث وسنت کو ایک معنی میں استعمال کی چند مثالیں

حافظ سخاویؒ اور علامہ فرنگی محلیؒ دونوں حضرات نے صراحت کی ہے کہ ائمہ حدیث کے کلام اور تصرفات سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث وسنت ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں، یعنی ان میں باہم نسبت تساوی کی ہے، تباین یا عام، خاص کی نسبت نہیں، ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

۱- امام ابوداؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ اہلِ مکہ کے نام اپنے مشہور رسالہ ومکتوب میں اپنی سنن کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فإن ذُكرلك عن النبي صلى الله عليه وسلم سُنّة ليس مما خرّجته فاعلم أنه حديث واهٍ" (رسالة الامام ابوداؤد السجستانی الی اہل مکة فی وصف سننه مع تعلیق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، ص:۳۴)

"اگر تم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کوئی سنت ذکر کی جائے، جس کی تخریج میں نے (اس کتاب میں) نہیں کی ہے تو جان لو کہ یہ حدیث ضعیف ہے"

امام ابوداؤدؒ کی اس عبارت میں سنت وحدیث کا مرادف وہم معنی ہونا بالکل ظاہر ہے۔

۲- امام حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی متوفی ۵۸۴ھ ناسخ ومنسوخ کے موضوع پر اپنی نہایت مفید کتاب "الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار" میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

فهذا كتاب أذكر فيها ما انتهيت إلى معرفته من ناسخ حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومنسوخه (خطبۃ الکتاب،ص:۳) اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ناسخ ومنسوخ حدیثوں کا ذکر کروں گا، جن کی معرفت تک میں پہنچ سکا ہوں، اسی خطبۂ کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

وإنما أوردنا نبذة منها ليعلم شدة اعتناء الصحابة بمعرفة الناسخ والمنسوخ في كتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه اذ شأنهما واحدة" (ص:۵)

میں نے یہ چند روایتیں پیش کی ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ قرآن وسنت میں ناسخ ومنسوخ کی معرفت کا صحابۂ کرام کو کس درجہ اہتمام تھا کیونکہ دونوں کی صفت (وجوب عمل میں) ایک ہے۔
پہلی عبارت میں حدیث ناسخ ومنسوخ کا اور دوسری عبارت میں ناسخ ومنسوخ سنت کا لفظ استعمال کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام حازمی حدیث وسنت کو ایک معنی میں لیتے ہیں۔

۳-سنت کی لغوی تحقیق میں امام نوویؒ کی یہ عبارت تہذیب الأسماء والصفات کے حوالہ سے اوپر ذکر کی جاچکی ہے۔

وتطلق سنته ﷺ على الأحاديث المروية عنه صلى الله عليه وسلم.

اورسنت رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث پر ہوتا ہے۔امام نوویؒ کی اس عبارت سے سنت وحدیث کا ایک ہونا بالکل ظاہر ہے۔

۴-شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ حدیث وخبر کے درمیان فرق کے قول کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومن ثم قيل لمن يشتغل بالتواريخ وما شاكلها الأخباري، ولمن يشتغل بالسنة النبوية المحدث، وقيل بينهما عموم وخصوص مطلقاً فكل حديث خبر من غير عكس (نزہۃ النظر مع نور القمر،ص:۲۷)

اسی فرق کی بناء پر جو شخص تاریخ یا تاریخ جیسے امور میں اشتغال رکھتا ہے اسے اخباری (مورخ) کہا جاتا ہے اور جو سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مشغول رہتا ہے اسے محدث کہا جاتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ خبر وحدیث میں عموم وخصوص کی نسبت ہے۔لہٰذا ہر حدیث خبر ہے اور ہر خبر حدیث نہیں ہے۔ اس عبارت میں ایک جگہ سنت اور دوسری جگہ حدیث کا لفظ استعمال کیا ہے۔جس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک دونوں ایک ہیں۔

بغرض اختصار صرف چار مثالوں پر اکتفاء کیا گیا ورنہ علمائے حدیث کے کلام سے دونوں

کے مترادف ہونے کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

عام طور پر متأخرین محدثین حدیث وسنت کی اوپر مذکوریہی تعریف کرتے ہیں، اوراپنے کلام میں عام طور پر دونوں کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی بیان کردہ تفصیلات سے معلوم ہو چکا ہے۔

ایک قدیم اصطلاح: علامہ محمد بن جعفر کتّانی متوفی ۱۳۴۵ھ اپنی مشہوراورنہایت مفید تصنیف "الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة" میں کتب سنن کے تعارف میں لکھتے ہیں:

"ومنها كتب تعرف بالسنن وهی في اصطلاحهم الكتب المرتبة على الأبواب الفقهية من الإيمان والطهارة والزكاة إلى آخرها وليس فيها شيء من الموقوف لأن الموقوف لا يسمّٰى في اصطلاحهم سنة ويسمى حديثًا" (ص:۲۹)

اوران کتب حدیث میں بعض وہ ہیں جوسنن سے معروف ہیں اورسنن ان کی اصطلاح میں ابواب فقہیہ پر مرتب کتابیں ہیں یعنی ایمان، طہارت، صلاۃ، زکوٰۃ الی آخرہ یعنی اسی ترتیب پر پوری کتاب مرتب ہوتی ہے۔ اورسنن کی کتابوں میں موقوف روایتیں نہیں ہیں؛ کیونکہ ان کی اصطلاح میں موقوف کوسنت نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ حدیث کہا جاتا ہے۔

سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ نے بھی اس اصطلاح کا ذکران الفاظ میں کیا ہے:

السلف أطلقوا الحديث على أقوال الصحابة والتابعين لهم بإحسان وآثارهم وفتاواهم (خلاصہ،ص:۳۳ ملاعلی کی شرح شرح نخبۃ الفکر کے صفحہ ۱۵۳ پر "خبر، حدیث اوراثر" کے بیان میں کتاب کے محقق نے خلاصہ کی یہ عبارت اپنی تعلیق میں نقل کی ہے)

ائمہ سلف نے "حدیث" کا اطلاق صحابہ اورتابعین کے اقوال، آثاراوران کے فتاویٰ پر کیا ہے۔

غالبًا اسی اصطلاح کے مطابق امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ نے امام سفیان ثوریؒ کی علوم میں جامعیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

الناس على وجوه، فمنهم من هو إمام في السنة وإمام في الحديث، ومنهم من هو إمام في السنة وليس بإمام في الحديث، ومنهم من هو إمام في الحديث ليس بإمام في السنة، فأما من هو إمام في السنة وإمام في الحديث فسفيان الثوري (تقدمۃ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم،ص:۱۱۸)

علماء متعدد صفات کے حامل ہیں، ان میں بعض وہ ہیں جو سنت میں امام ہیں اور حدیث میں بھی امام ہیں، اور ان میں بعض وہ ہیں جو سنت میں امام ہیں اور حدیث میں امام نہیں ہیں، اور ان میں بعض وہ ہیں جو حدیث میں امام ہیں سنت میں امام نہیں ہیں تو جو سنت اور حدیث دونوں میں امام ہیں وہ سفیان ثوریؒ ہیں۔ یعنی سفیان ثوریؒ احادیث مرفوعہ اور صحابہ وتابعین سے منقول آثار اور فتاویٰ سب میں امام وپیشوا تھے۔

متقدمین ائمہ حدیث کی سنت وحدیث کے بارے میں فرق کی یہ ایک اصطلاح تھی؛ لیکن متأخرین کے یہاں اس اصطلاح کا استعمال نہیں ہے۔ متقدمین ائمہ حدیث اگرچہ سنت وحدیث کے درمیان اصطلاحی طور پر یہ فرق کرتے ہیں؛ لیکن عام طور پر وہ شریعت میں صحابہ کے قول کو بھی حجت مانتے ہیں؛ اس لئے اس اصطلاحی فرق سے ان کی حجیت میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔

ایک اور اصطلاح: بہت سے اصولیین اور بعض محدثین بھی سنت وحدیث میں اصطلاحی طور پر یہ فرق کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور طریق صحابہ سب پر سنت کا لفظ بولتے ہیں، اور حدیث وخبر کا اطلاق صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر کرتے ہیں۔ مولانا عبدالحئی فرنگی محلی لکھتے ہیں:

ذکر ابن مَلَك في ”شرح منار الأصول“ اَنّ سنة تطلق علی قول رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وفعله، وسکوته وطریقة الصحابة، والحدیث والخبر مختصان بالأول.

سنت کا اطلاق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، سکوت، اور طریقۂ صحابہ پر کیا جاتا ہے اور حدیث وخبر پہلے (یعنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ خاص ہیں۔ (ظفر الامانی، ص:۲۴-۲۵)

محقق علاء الدین عبدالعزیز بخاری متوفی ۷۳۰ھ اصول بزدوی کی عبارت ”تمسکاً بالسنة والحدیث“ کے تحت لکھتے ہیں:

السنة أعم من الحدیث لانها تتناول الفعل والقول، والحدیث مختص بالقول“ الخ (کشف الاسرار، ج:۱، ص:۵۹)

”سنت“، ”حدیث“ سے عام ہے کیونکہ سنت فعل وقول (سب کو) شامل ہے اور حدیث قول کے ساتھ خاص ہے۔ یہی تفصیل تلویح اور عضدی میں بھی ہے۔

لفظ سنت وحدیث کے درمیان استعمال کا یہ فرق بھی بس اصطلاح ہی کی حد تک ہے، جس سے ان کی حجیت قطعاً متاثر نہیں ہوگی؛ کیونکہ جو حضرات سنت کو عام معنی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے قول وفعل کے معنی میں لیتے ہیں وہ تو اسے حجت مانتے ہی ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو حدیث سے تعبیر کرتے ہیں اور سنت کا اطلاق اس پر نہیں کرتے ہیں وہ بھی اس حدیث قولی کو حجت قرار دیتے ہیں۔

سنت علمائے اصول کی اصطلاح میں

علمائے اصول جن کا موضوع احکام شرعی کے اصول و مآخذ کا بیان، اور کتاب وسنت کے نصوص سے اخذ معانی وغیرہ کے قواعد وضوابط کی تنقیح و تدوین ہے، جب وہ اپنے موضوع کے مطابق فقہی احکام کے دوسرے مصدر و مآخذ کی حیثیت سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں تو اپنے فن کے تحت سنت کی تعریف بھی بیان کرتے ہیں بطور نمونہ اصول فقہ کی مستند و معروف چند کتابوں سے یہ تعریف نقل کی جارہی ہے۔

۱- قاضی بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ "منهاج الوصول إلى علم الأصول" میں لکھتے ہیں:

الكتاب الثاني في السنة: وهو قول الرسول صلى الله عليه وسلم او فعله الخ.

کتاب ثانی سنت کے بیان میں اور سنت رسول اللہ ﷺ کا قول یا فعل ہے۔

شیخ جمال الدین اسنوی متوفی ۷۷۲ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

أقول: السنة لغة هي العادة والطريقة قال الله تعالى: "قد خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا في الأَرضِ" اى طرق، وفي الاصطلاح تطلق على ما يقابل الفرض من العبادات، وعلى ما صدر من النبي صلى الله عليه وسلم من الأفعال أو الأقوال ليست للإعجاز وهذا هو المراد ههنا، ولما كان التقرير عبارة من الكف عن الإنكار والكف فعل كما تقدم استغنى المصنف عنه به أى عن التقرير بالفعل" (نهاية السول في شرح منهاج الوصول إلى علم الأصول على الهامش التقرير والحبير، ج:۲، ص:۵۲)

میں کہتا ہوں کہ سنت لغت میں عادت اور طریقہ کے معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قد خلت الخ یعنی تحقیق کہ تم سے پہلے طریقے گذر چکے ہیں، لہٰذا زمین میں گھوم پھر (کر انہیں دیکھ لو) (آیت میں مذکور لفظ سُنَن بمعنی) طریقے ہے، اور اصطلاح میں (۱) ان عبادتوں پر سنت کا اطلاق ہوتا ہے جو فرض کے مقابل ہیں، (۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ان افعال واقوال پر ہوتا ہے جو (صراحتاً) قرآن میں نہیں ہیں، اور اس جگہ یہی دوسرا اصطلاحی معنی مراد ہے، اور جب انکار سے رکنے کو تقریر سے تعبیر کیا جاتا ہے تو "کف" یعنی رکنا (ایک) فعل ہے اس لئے

قول کے ساتھ فعل کے ذکر کے بعد تقریر کے ذکر کی مصنف نے ضرورت نہیں سمجھی۔

۲-امام ابواسحاق الشاطبی متوفی ۷۹۰ھ لکھتے ہیں:

ويطلق لفظ السنة على ما جاء منقولا عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم على الخصوص بما لم ينص عليه في الكتاب العزيز بل إنما نص عليه من جهته عليه الصلوٰة والسلام كان بياناً لما في الكتاب؛ أولًا، ويطلق أيضاً في مقابلة البدعة، فيقال: "فلان على سنة إذا عمل على وفق ما عمل عليه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، كان ذلك مما نص عليه في الكتاب أولًا، ويقال: فلان على بدعة "إذا عمل على خلاف ذلك، وكأن هذا الإطلاق إنما اعتبر فيه عمل صاحب الشريعة فأطلق عليه لفظ السنة من تلك الجهة، وإن كان العمل بمقتضى الكتاب.

ويطلق أيضا لفظ السنة على ما عمل عليه الصحابة وجد ذلك في الكتاب أو السنة أو لم يوجد لكونه اتباعاً لسنة ثبتت عندهم لم تنقل إلينا، أو اجتهادًا مجتمعاً عليه منهم أو من خلفائهم... وإذا جمع ما تقدم تحصل منه في الإطلاق أربعة أوجه، قوله عليه الصلاة والسلام، وفعله، وإقراره- وكل ذلك إما متلقى بالوحى أو بالاجتهاد، وهذه ثلاثة، والرابع ما جاء عن الصحابة أوالخلفاء. (الموافقات،ج:٤، ص:٣ تا ٦)

اور لفظ سنت ان امور پر بولا جاتا ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہوکر آئے ہیں بالخصوص وہ امور جو قرآن مجید میں منصوص نہیں ہیں؛ بلکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی جانب سے مذکور ہیں، پھر وہ امور قرآن کی مراد کا بیان وتفسیر ہوں، یا ایسے نہ ہوں۔

اور سنت کا لفظ بدعت کے مقابلہ میں بھی بولا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے فلاں سنت پر ہے؛ جبکہ اس کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق ہو، خواہ یہ عمل ان اعمال میں سے ہو جن کی قرآن میں صراحت کی گئی ہے، یا ایسا نہ ہو، اور کہا جاتا ہے فلاں بدعت پر ہے؛ جبکہ اس کا وہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق نہ ہو، گویا اس اطلاق میں صاحب شریعت (ﷺ) کے عمل کا اعتبار کیا گیا ہے، اور اسی لحاظ سے اس پر سنت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ عمل بتقاضائے کتاب الٰہی ہو۔

نیز لفظ سنت کا اطلاق صحابہ کرامؓ کے عمل پر بھی ہوتا ہے قرآن وحدیث میں اس کے وجود سے ہم واقف ہوں یا نہ ہوں؛ کیونکہ صحابہؓ کا یہ عمل یا تو سنت کی اتباع میں ہوگا جو ان کے نزدیک

ثابت تھی اور ہم تک نہیں پہنچی یا ان کے اجماعی اجتہاد یا خلفاء کے اجتہاد کی بناء پر ہوگا... ان مذکورہ صورتوں کو جمع کیا جائے تو سنت کے اطلاق کی چار صورتیں نکلیں گی: (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، (۲) آپ کا فعل، (۳) آپ کا اقرار و اثبات اور یہ سب یا تو وحی سے حاصل شدہ ہوں گی یا اجتہاد سے یہ تین قسمیں ہوئیں، (۴) اور چوتھی قسم صحابہؓ یا خلفاءؓ سے ثابت شدہ امور ہیں۔

محقق ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ نے اصول فقہ میں اپنی مشہور وکثیر الفائدہ تصنیف ''التحریر'' میں سنت کی تعریف یہ کی ہے: ”وفي الاصول قوله عليه السلام وفعله و تقريره وفي فقه الحنفية: ما واظب على فعله مع ترك بلا عذر ليلزم كونه بلا وجوب، وما لم يواظبه مندوب ومستحب“ (التقریر والتحبیر شرح التحریر، ج:۲، ص:۲۲۳)

سنت اصول فقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں، اور فقہ حنفی میں جس فعل پر آپ نے مواظبت فرمائی ہے بغیر عذر کے کبھی کبھار ترک کے ساتھ (ترک بلا عذر کی قید اس لئے ہے) تاکہ لازم ہوجائے کہ اس فعل پر ہمیشگی بطور وجوب کے نہیں تھی (کیونکہ بلا عذر ترکِ فعل کی واجب میں رخصت واجازت نہیں)

اس تعریف کا صاف مطلب یہ ہے کہ فقہائے اصول جب فقہ کے ادلۂ اربعہ کے ضمن میں سنت کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تعریف آنحضرت ﷺ کے قول وفعل سے کرتے ہیں تو یہی سنت ان کے نزدیک مسائل کے لئے دلیل وحجت ہوتی ہے اور عبادات کے مراتب کی تعیین کے وقت بالخصوص فقہائے احناف فرض وواجب کے بعد اور نفل سے پہلے جب لفظ سنت کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تعریف ما واظب على فعله الخ يا الطريقة المسلوكه في الدين سے کرتے ہیں تو اس سنت کا ان کے نزدیک احکام شرعی کی حجت ودلیل ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ بلکہ یہ تو اس حکم شرعی کا عرفی نام ہے جو آنحضرت ﷺ کے عمل مع المواظبة بترك ما سے ثابت ہوا ہے۔

سنت کی اصولی وفقہی یہی تعریفیں قدیم وجدید سب مصنّفین اپنی اصول فقہ کی کتابوں میں بیان کرتے ہیں، ان سب کے ذکر میں تکرار محض اور طوالت ہے؛ اس لئے بطور نمونہ تین ماہر فن علماء کی تحریروں پر اکتفا کیا جارہا ہے، جن میں پہلے شافعی دوسرے مالکی اور تیسرے حنفی ہیں۔

❁ ❁ ❁